دارالافتاء جامعہ مدنیہ لاہور

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدُ الواحدؒ زیدمجدہم
مُدرّس و نائبِ مُفتی و فاضلِ جامعہ مدنیہ

بخدمت گرامیٔ قدر حضرت مفتی صاحب دامت برکاتکم العالیہ

سود اور سودی کاروبار اور سودی نظام سے متعلق چند اشکالات اور اُلجھنیں ہیں جو مستفتی کو پریشان کیے ہوئے ہیں۔ براہِ کرم اِن کو حل فرمادیں۔

تمہیداً عرض ہے کہ شرعاً سود لینا، سود دینا، سودی معاملہ لکھنا، گواہ بننا وغیرہ سب ناجائز ہیں، مفتیانِ دین کے فتاویٰ کے پیشِ نظر، بنکوں، ڈاک خانوں، انشورنس وغیرہ کمپنیوں کا کاروبار اور نظام سودی اور ناجائز ہے۔ ساتھ ہی یہ فتویٰ بھی جاری ہوا کہ ان مذکورہ بالا محکموں کے ملازمین اپنی ملازمتیں اس وقت تک نہ چھوڑیں تا آنکہ ملازمت کا کوئی متبادل انتظام نہیں ہو جاتا۔ اب اشکالات مندرجہ ذیل ہیں

(۱) مذکورہ بالا محکموں کے ملازمین دینی اداروں، مساجد اور دیگر نیک کاموں میں چندہ دیتے ہیں تو کیا ان سے چندہ لینا جائز ہے؟

(۲) ان مذکورہ محکموں میں بعض لوگ بڑے دیندار نظر آتے ہیں اور علماء سے محبّت کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں علماء کرام کی دعوتیں بھی کرتے ہیں مستفتی نے اپنے سلسلہ کے اکابر کے مُجازینِ بیعت کو ان لوگوں کی دعوتیں قبول کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا ان اشخاص کی دعوتیں قبول کرنا جائز ہیں؟

(۳) بنک کے ملازمین کو جو مشروط اجازت دی گئی ہے کہ جب تک کوئی دوسری ملازمت نہیں ملتی اس وقت تک بنک وغیرہ کی ملازمت نہ چھوڑیں۔ اس میں (جب تک کوئی دوسری ملازمت نہ ملے) سے کیا مراد ہے؟ آیا بنک کی ملازمت کے معیار کے مطابق کوئی دوسری ملازمت یا اگر کم معیار کی ملازمت بھی مل جائے تو پھر بنک کی ملازمت ترک کر دے؟

(۴) بعض لوگوں نے سود سے بچتے ہوئے اپنی رقوم بنکوں میں کرنٹ اکاؤنٹ کے نام سے جمع کرا رکھی ہیں جس میں کاروباری حضرات، ملازمت پیشہ، دیندار طبقہ خصوصًا علماء صلحاء۔ دینی اداروں اور مساجد کے فنڈز شامل ہیں۔

اس صورت میں اشکال یہ ہے کہ سود سے بچتے ہوئے مذکورہ بالا اشخاص یا ادارے جو رقم بنکوں میں رکھتے ہیں (جس کی تعداد اربوں تک پہنچ جاتی ہے) بنک یا حکومت امانت کی شکل میں بالکل علٰحدہ نہیں رکھتی بلکہ اس ساری رقم کو سود پر لگا کر سود لیتی ہے جو کروڑوں کی تعداد میں جمع ہو جاتا ہے اگرچہ اپنے حصے کا سود مذکورہ بالا اشخاص یا ادارے وصول نہیں کرتے، لیکن اُن کا حصّہ حکومت اپنے پاس رکھ لیتی ہے اور پھر حکومت اس سودی رقم کو ناجائز مقامات پر خرچ کرتی ہے، مثلاً فلمی صنعت کی ترقی، ٹی وی اسٹیشن کی توسیع و ترقی، مختلف بے حیائی کے اڈوں اور کلبوں کی تعمیر، دین کے خلاف لٹریچر دین کی حمایت میں آواز بلند کرنے والے علماء اور دوسرے لوگوں کا قتل، باطل ادیان اور دین کے خلاف سرگرمِ عمل جماعتوں کو فنڈز مہیّا کرنا وغیرہ۔ ذالك

کیا اس صورتِ حال کے پیشِ نظر مذکورہ بالا اشخاص اور ادارے بنکوں میں کرنٹ اکاؤنٹ کے نام پر بھاری تعداد میں رقوم جمع کرا کر اور اپنے حصّے کا سود حکومت کو دے کر حکومت کے ساتھ تعاوُن علی الاثم میں شریک نہیں؟

جبکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

(۵) کیا شرعًا اس بات کی اجازت نہیں کہ مذکورہ بالا اشخاص اور ادارے بنکوں سے اپنے حصّہ کا سود مسلسل وصول کرتے رہیں، گو اس سودی رقم کو وہ آگ لگا دیں یا کسی طرح بھی ضائع کر دیں لیکن حکومت کے لیے یہ موقع فراہم نہ کریں کہ وہ ان کی رقوم سے کروڑوں کی تعداد میں حاصل ہونے والا سود، بے حیائی اور بے غیرتی کی نشر و اشاعت اور دین اور حاملینِ دین کے خلاف خرچ کرے؟

(۶) ایک شخص کے پاس تھوڑی یا زیادہ سودی رقم ہے تو کیا شرعًا اس کا کوئی مصرف بھی ہے؟ یا ساری کی ساری ضائع کر دی جائے۔ اگر اس کے کوئی مصارف ہیں تو براہِ کرم ان کو بیان فرمادیں۔

الجواب باسم ملہم الصواب حامدا و مصلیا

۱،۲۔ ڈاک خانوں میں صرف وہ کام ناجائز ہے جو سود سے متعلّق ہے، ڈاک سے متعلّق ملازمت بلا شُبہ جائز ہے۔

بنکوں اور انشورنس کمپنیوں وغیرہ میں کام کرنے والوں کی یا تو

(الف) آمدنی کا ذریعہ فقط وہی ملازمت ہوگا، یا

(ب) آمدنی کا ذریعہ اس ملازمت کے علاوہ اور حلال ذریعہ بھی ہوگا مثلاً زمینوں سے پیداوار۔ پھر دوسری حلال آمدنی یا تو زیادہ ہوگی یا اس ملازمت سے حاصل شدہ آمدنی سے کم ہوگی یا اس کے مساوی ہوگی۔

اَب معلوم ہو کہ:

اگر چندہ یا دعوت خالص حلال ذریعہ سے حاصل شدہ آمدنی سے ہو یا مخلوط آمدنی سے ہو جس میں حلال غالب ہو تو یہ دعوت اور چندہ جائز ہے۔

اور اگر چندہ اور دعوت فقط اس ملازمت سے حاصل شدہ آمدنی سے ہو یا مخلوط سے ہو جس میں حرام حلال کے مساوی ہو یا اس سے زائد ہو تو یہ چندہ اور دعوت جائز نہیں۔

(تنبیہ: مخلوط کا یہ مطلب نہیں کہ دعوت و چندہ کے وقت دونوں قسم کی آمدنیوں کو خلط کر کے کرے، بلکہ مراد یہ ہے کہ دعوت و چندہ ایسی رقم میں سے کی جس میں حلال و حرام دونوں مخلوط ہوں اور حلال غالب ہو، اور دعوت و چندہ کی رقم مخلوط میں حلال سے زیادہ نہ ہو۔)

(۳) اصل حکم تو یہ ہے کہ وہ ملازمت فوراً ترک کر دے، لیکن وہ لوگ جن کے بارے میں ڈر ہو یا خود اُن کو اپنے بارے میں ڈر ہو کہ اگر کچھ عرصہ بھی تنگی کے حالات پیش آئے تو وہ برداشت نہ کرتے ہُوئے، ردِّ عمل کے طور پر حرام میں اور جَری ہو جائیں گے یا حرام کی حرمت کا انکار کر بیٹھیں گے یا کسی اور فتنہ میں مُبتلا ہو جائیں گے تو اُن کے حق میں اَھْوَنْ یہ ہے کہ

کسی دوسری ملازمت یا کام کی تلاش میں مستقل لگے رہیں اور جب اُن کے گزارہ کے لائق اور کام مل جائے تو تب اس ناجائز ملازمت کو ترک کریں۔ خواہ ملنے والی آمدنی پہلی سے کمتر ہی ہو۔

④ یہ تو صحیح ہے کہ تعاون علی الاثم کی صورت تو بنتی ہے، لیکن مجبوری کی بنا پر جائز ہو گی، مثلاً جبکہ تنخواہ ہی کراس چیک کی صورت میں ملتی ہو یا پیسے کی حفاظت کی کوئی متبادل صورت نہ ہو، لیکن یہ تو عقلمندی نہیں کہ اس کے ساتھ سود کا لین دین بھی کیا جائے، اور سود کی لکھت پڑھت بھی کی جائے جو بذاتِ خود معصیت ہے، پھر جو خرابیاں گنائی گئی ہیں، وہ تو پھر بھی باقی رہتی ہیں کہ بنک والے سارا حاصل شدہ سود تو رقم والے کو نہیں دے دیتے، بلکہ اس میں سے کچھ ہی حصّہ دے کر باقی اپنے پاس رکھ لیتے ہیں۔

⑤ سود کا معاملہ کرنا اور سود کا لین دین کرنا اگرچہ سود اپنے استعمال میں نہ بھی لائیں یہ بھی توحرام اور گناہ ہیں۔

مجبوری میں جو ایک تعاون علی الاثم کی صُورت بنتی ہے تو اُس کے ساتھ ارتکاب اثم اور وہ بھی صریح اثم کسی طور پر بھی معقول نہیں۔

⑥ اس رقم کو ضائع نہ کریں بلکہ فقراء پر بغیر ثواب کی نیت کے تقسیم کر دیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

○

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اِس مسئلے میں، مَیں نے ۱۹۷۲ء میں بیمہ کرایا تھا جس کی شرح یہ ہے کہ مَیں ہر سال ایک ہزار روپیہ دیا کروں گا، جب ۲۰ سال ہو جائیں گے تو مجھے چالیس ہزار روپیہ دیں گے، اور اگر میں ۲۰ سال سے پہلے مر گیا، تو وہ میری بیوی کو چالیس ہزار روپیہ دیں گے، اس معاہدے کے مطابق آج بروز منگل بتاریخ ۵ اپریل کو چالیس ہزار روپیہ کا چیک مجھے مل گیا ہے، میرے لیے استعمال کرنا جائز ہے یا ناجائز۔

اور حال یہ ہے میرا کاروبار ایسا ہے جس سے گھر کے اخراجات پُورے نہیں ہو رہے

میرے اُوپر معقول قرضہ بھی ہے، آیا مَیں اسے قرضے میں دے سکتا ہوں یا مکان کا رنگ روغن کروا سکتا ہوں۔

الجواب باسم ملہم الصواب حامدا و مصلیا۔

حاصل شدہ رقم میں سے اپنی جمع کرائی ہُوئی مقدار یعنی بیس ہزار روپیہ اپنے استعمال میں لا سکتے ہیں۔ باقی بیس ہزار روپیہ سود ہے جو فقراء پر ثواب کی نیت کے بغیر صدقہ کر دیا جائے۔ سود کی رقم کو اپنے کسی قسم کے استعمال میں نہیں لا سکتے اور نہ ہی اس سے اپنا قرضہ اُتار سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بقیہ: حضرت مجدّد الف ثانیؒ کا ایک نادر تذکرہ

آیت الکرسی اور سورۂ جنّ کی ابتدائی چند آیات پڑھ کر پانی پُدم کرتے اور مجنون کو پلاتے۔

آنجناب فال لینے کے عادی نہ تھے۔ حضرت مجدّدؒ فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت کے بعد تمام نحوستیں ختم ہوگئی ہیں۔ آپ عموماً ایاّم مسنون میں آغاز سفر فرماتے اور سوار ہوتے وقت مسنون دُعا پڑھتے، بعدازاں آپ سواری کی دُعا۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ پڑھتے۔ جب آپ کسی شہر یا قریہ میں داخل ہوتے تو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الْمَقَامِ وَخَيْرَ مَنْ بِهٖ پڑھتے جب آپ کسی منزل پر پڑاؤ کرتے تو نزول کی دُعا کرتے۔ سفر سے واپسی پر دو رکعت ادا فرماتے۔ سفر کے دوران آنجناب اپنے ساتھیوں کو سورۃ القریش کا ورد جاری رکھنے کی تلقین فرماتے جب ظہور رعد و صاعقہ ہوتا تو مسنون دُعا پڑھتے۔ اسی طرح طعام سے پہلے ضرور دُعا کرتے جب کبھی نیا لباس زیبِ تن فرماتے تو دُعا کرتے۔

اس مخطوطہ کا خاتمہ ورق ۱۲۴ الف[1] پر ان الفاظ میں ہوتا ہے۔ البس جدیداً وعش حمیداً ومت شہیداً۔ تمّت تمام شد۔

---

[1] اس مخطوطہ کے کل ۱۱ ورق ہیں۔ یہ رسالہ چونکہ دوسرے رسائل کے ساتھ ایک جلد میں بندھا ہُوا ہے اس لیے اوراق کے نمبر مسلسل ہیں